فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۴۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: خچر کا کیا حکم ہے؟

جواب: خچر حرام جانور ہے، یہ گدھے سے پیدا ہوتا ہے۔اس کا وہی حکم ہے، جو گھریلو گدھے کا ہے۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ قَوْلُ عَوَامِّ أَهْلِ الْعِلْمِ .

''اکثر اہل علم کا یہی قول ہے (کہ خچر کا گوشت حرام ہے)۔''

(الإشراف : 143/8)

❁ علامہ محدث محمد عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ (۱۳۵۳ھ) فرماتے ہیں:

بِهٖ قَالَ الْأَكْثَرُ وَهُوَ الْحَقُّ .

''جمہور کا مذہب یہ ہے (کہ خچر حرام ہے) اور یہی حق ہے۔''

(تحفة الأحوذي : 44/5)

❁ علامہ مُظہری رحمہ اللہ (۷۲۷ھ) فرماتے ہیں:

لَحْمُ الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ حَرَامٌ بِالْإِتِّفَاقِ .

''خچر اور گدھے کا گوشت بالاتفاق حرام ہے۔''

(المَفاتيح في شرح المَصابيح : 487/4)

سوال: کیا سبزیوں میں زکوٰۃ ہے؟

جواب: سبزیوں پر زکوٰۃ (عشر) نہیں ہے۔

❀ امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ (۲۲۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْعُلَمَاءُ الْيَوْمَ مُجْمِعُونَ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، وَالْحِجَازِ، وَالشَّامِ عَلَى أَنْ لَّا صَدَقَةَ فِي قَلِيلِ الْخَضِرِ وَلَا فِي كَثِيرِهَا، إِذَا كَانَتْ فِي أَرْضِ الْعُشْرِ .

''عراق، حجاز اور شام کے اہل علم آج اس بات پر متفق ہیں کہ سبزیاں کم ہوں یا زیادہ، اگر وہ عشر والی زمین میں ہوں، تو ان پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔''

(كتاب الأموال : 502)

اس کے خلاف کچھ ثابت نہیں۔

❀ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ فِيمَا أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ .

''پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہوتی۔''

(صحيح البخاري : 1484، صحيح مسلم : 979)

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ سبزیوں پر زکوٰۃ نہیں۔

❀ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) اس حدیث کے فوائد میں لکھتے ہیں:

''اس حدیث سے ان اہل علم نے استدلال کیا ہے جن کے نزدیک کسی بھی سبزی پر زکوٰۃ واجب نہیں، کیونکہ ان کے بقول سبزی کو ماپا نہیں جاتا، جبکہ حدیث میں زکوٰۃ اسی چیز کے لیے مقرر کی گئی ہے، جس کو ماپا جا سکے، جیسا کہ

دانے اور غلہ ہوتا ہے۔جن چیزوں کو ماپا نہیں جاتا،وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں، جیسا کہ پھل اور سبزیاں وغیرہ۔اکثر اہل علم یہی بات کہتے ہیں،سوائے امام ابوحنیفہ کے۔وہ سبزیوں میں بھی زکوٰۃ کو واجب سمجھتے ہیں۔''

(مَعالم السّنن : 14/2)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

''امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ پانچ وسق سے کم زمینی پیداوار پر عشر نہیں ہوتا،سوائے امام ابوحنیفہ کے۔وہ کہتے ہیں کہ ہر اس چیز پر عشر ہوگا،جس کی کاشت کا مقصد زمین کی نمو ہو،سوائے لکڑی، بانس، بھنگ اور اس درخت کے جس پر پھل نہ لگتا ہو۔''

(فتح الباري : 350/3)

یہ کہنا کہ یہ حدیث صرف تجارت کے بارے میں ہے، درست نہیں۔اس سے مراد یہ ہے کہ جس پیداوار میں زکوٰۃ ہے،اس میں زکوٰۃ کا نصاب کم از کم پانچ وسق ہے۔

❁ عظیم تابعی میمون بن مہران رحمہ اللہ سے سبزیوں پر زکوٰۃ کے بارے میں پوچھا گیا،تو انہوں نے فرمایا:

لَيْسَ فِيهَا زَكَاةٌ، حَتّٰى تُبَاعَ، فَإِذَا بِيعَتْ وَبَلَغَتْ مِأَتَيْ دِرْهَمٍ، فَإِنَّ فِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ.

''سبزیوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں،حتی کہ ان کو بیچ دیا جائے۔جب بیچا جائے اور ان کی قیمت دوسو درہم (نصاب) تک پہنچ جائے،تو اس میں پانچ درہم زکوٰۃ ہوگی۔''

(كتاب الأموال : 502، وسندهٗ حسنٌ)

❀ امام محمد بن مسلم، ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

(أيضًا، وسندهٗ حسنٌ)

❀ عالم اہل کوفہ، امام حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي الْخَضْرَاوَاتِ صَدَقَةٌ .

''سبزیوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔'' (مصنّف ابن أبي شيبة : 139/3، وسندهٗ حسنٌ)

❀ مفتی مکہ، عظیم تابعی، امام عطا بن ابو رباح رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں۔

(مصنّف ابن أبي شيبة : 139/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام اہل شام، مکحول تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي الْخَضِرِ زَكَاةٌ؛ إِلَّا أَنْ يَّصِيرَ مَالًا، فَيَكُونُ فِيهِ زَكَاةٌ .

''سبزیوں پر کوئی زکوٰۃ نہیں، ہاں اگر ان کو بیچ کر مال بنا لیا جائے، تو اس میں زکوٰۃ ہوگی۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 139/3، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: حدیث: ''جو بھی زمین سے نکلے، اس پر عشر ہے۔'' کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

جواب: حدیث کی کتابوں میں ان الفاظ سے کوئی حدیث مروی نہیں۔ فقہ حنفی کی کتاب ''ہدایہ'' میں یہ روایت بے سند منقول ہے۔

❀ ہدایہ میں ہے:

قَوْلُهٗ : مَا أَخْرَجَتْهُ الْأَرْضُ فَفِيهِ الْعُشْرُ .

''فرمان نبوی ہے: زمین جو کچھ بھی اُگاتی ہے، اس میں عشر ہے۔''

(الهداية : 107/1)

✿ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ غَرِيبٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ .

''ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث بے اصل ہے۔''

(البِناية : 420/3)

(سوال): حلال جانوروں کے پیشاب کا کیا حکم ہے؟

(جواب): حلال جانوروں کا پیشاب پاک ہے۔

✿ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ أَنْ يُبْنَى الْمَسْجِدُ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ .

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بننے سے پہلے بکریوں کے باڑے میں نماز ادا فرماتے تھے۔''

(صحيح البخاري : ٢٣٤ ، صحيح مسلم : ٥٢٤)

اس حدیث سے بھی ائمہ حدیث اور فقہائے امت نے حلال جانوروں کے پیشاب کے پاک ہونے کو ثابت کیا ہے۔

✿ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ قِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَدِّثْنَا مِنْ شَأْنِ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ، فَقَالَ عُمَرُ : خَرَجْنَا إِلٰى تَبُوكَ فِي قَيْظٍ شَدِيدٍ، فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا أَصَابَنَا فِيهِ عَطِشٌ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّ رِقَابَنَا سَتَنْقَطِعُ حَتّٰى أَنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَذْهَبُ يَلْتَمِسُ الْمَاءَ فَلَا يَرْجِعُ حَتّٰى يَظُنَّ أَنَّ رَقَبَتَهٗ

سَتَنْقَطِعُ حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ يَنْحَرُ بَعِيرَهٗ فَيَعْصِرُ فَرْثَهٗ فَيَشْرَبُهٗ وَيَجْعَلُ مَا بَقِيَ عَلٰى كَبِدِهٖ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَوَّدَكَ فِي الدُّعَاءِ خَيْرًا فَادْعُ لَنَا، فَقَالَ : أَتُحِبُّ ذٰلِكَ؟ قَالَ : نَعَمْ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمْ يُرْجِعْهُمَا حَتّٰى قَالَتِ السَّمَاءُ فَأَظْلَمَتْ، ثُمَّ سَكَبَتْ فَمَلَأُوا مَا مَعَهُمْ، ثُمَّ ذَهَبْنَا نَنْظُرُ فَلَمْ نَجِدْهَا جَازَتِ الْعَسْكَرَ .

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ ہمیں ساعتِ عسرہ (غزوہ تبوک کے مشکل وقت) کے متعلق کچھ بیان کریں، تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ہم سخت گرمی میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے، ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا، ہمیں اتنی سخت پیاس لگی تھی کہ ہلاکت کا خوف لاحق ہونے لگا، یہاں تک کہ ہمارا آدمی پانی کی تلاش میں نکلتا، مگر خالی ہاتھ واپس لوٹ آتا، اسے بھی گمان گزرتا کہ ابھی اس کا سانس رک جائے گا۔ بالآخر ایک شخص نے اپنا اونٹ ذبح کیا، اس کی اوجھری نچوڑی اور اس سے نکلنے والا پانی پی لیا، اس کا بقیہ حصہ اپنے جگر پر رکھ لیا، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ کو دعا کا بہترین بدلہ دیتا ہے، آپ اللہ سے دعا فرمائیے! فرمایا: کیا آپ یہ چاہتے ہیں؟ عرض کیا: جی ہاں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، ابھی ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے کہ بادل گرجنے لگے، گھٹائیں چھا گئیں اور خوب برسیں۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے برتن بھر لیے۔ ہم نے غور کیا، تو معلوم

ہوا کہ یہ بارش ہمارے لشکر پر ہی برسی۔“

(صحيح ابن خزيمة : 101، صحيح ابن حبان : 1383، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (٥٦٦) نے بخاری و مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

محدثین کرام نے اس حدیث سے حلال جانوروں کے پیشاب کے پاک ہونے پر دلیل پکڑی ہے۔ بہت ساری احادیث اس مؤقف کی مؤید ہیں۔

سوال: گائے کی قربانی میں کتنے حصے کیے جاسکتے ہیں؟

جواب: گائے کی قربانی میں زیادہ سے زیادہ سات حصے کیے جاسکتے ہیں، اکیلا شخص بھی گائے قربان کرسکتا ہے، ایک گائے میں دو، چار، پانچ افراد بھی شریک ہو سکتے ہیں، سات حصے کرنا ضروری نہیں۔

❀ **سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:**

”ہم نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں عید الاضحیٰ کے موقع پر اونٹ میں دس اور گائے میں سات آدمی شریک ہوئے۔“

(مسند الإمام أحمد : ٢٤٨٨، السّنن الكبرىٰ للنسائي : ٤١٢٣، ٤٣٩٢، ٤٤٨٢، سنن التّرمذي : ٩٠٥، سنن ابن ماجه : ٣١٣١، المستدرك للحاكم : ٢٣٠/٤، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امامِ ترمذی رحمہ اللہ نے ”حسن غریب“ امام ابن حبان رحمہ اللہ (٤٠٠٧) نے ”صحیح“ اور امام حاکم رحمہ اللہ نے ”امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح“ کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ **سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:**

”ہم نے حدیبیہ والے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کی، ایک اونٹ اور

گائے کو سات سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کیا گیا۔''

(صحيح مسلم : ١٣١٨)

سوال: کیا گائیوں پر زکوٰۃ ہے؟

جواب: چرنے والی گائیوں پر زکوٰۃ ہے، فارم میں پالی جانے والی گائیوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

❀ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''اونٹوں کا جو مالک ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا، قیامت کے روز وہ اونٹ زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں گے اور اس شخص کو ان کے سامنے ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا، وہ اپنے کھروں اور پاؤں سمیت اس کو روندیں گے، گائیوں کا جو مالک ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا، قیامت کے روز وہ گائیاں زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں گی اور اس شخص کو ان کے سامنے ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا، وہ اپنے سینگوں سے اسے ماریں گی اور اپنے پاؤں سے اس کو روندیں گی، بکریوں کا جو مالک ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا، قیامت کے روز وہ بکریاں زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں گی، اس شخص کو ان کے سامنے ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا، وہ اپنے سینگوں سے اسے ماریں گی اور کھروں سے اس کو روندیں گی، ان میں ایک بکری بھی بغیر سینگوں کے یا ٹوٹے ہوئے سینگوں والی نہ ہوگی، جو مال دار آدمی مال کا حق ادا نہیں کرتا، قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں آئے

گا اور منہ کھول کر اس کا پیچھا کرے گا، جب وہ (سانپ) اس کے پاس آئے گا، تو وہ آدمی اس سے بھاگ جائے گا۔ سانپ اسے آواز دے گا کہ اپنا مال لے جا، جسے تو چھپا چھپا کر رکھتا تھا، مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، جب وہ کوئی چارہ نہیں پائے گا، تو اپنا ہاتھ اس کے منہ میں داخل کر دے گا، وہ اسے اونٹ کی طرح چبا دے گا۔

ابوزبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں : یہ الفاظ میں نے عبید بن عمیر سے سنے ہیں، پھر میں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے بھی عبید بن عمیر کی طرح ہی بیان کیا۔ نیز عبید بن عمیر کہتے ہیں : ایک آدمی نے پوچھا : اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! اونٹوں کا حق کیا ہے؟ فرمایا : گھاٹ پر اس کا دودھ دوہ کر دینا، پانی پلانا، جفتی کے لیے مستعار دینا، تحفے میں دینا اور اللہ کے راستے میں اس پر سوار کرنا۔''

(صحيح مسلم : 27/988، المنتقى لابن الجارود : 335)

❀ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن بھیجا، تو حکم دیا کہ تیس گائیوں میں سے ایک تبیعہ (گائے کا ایک سالہ نر یا مادہ بچہ) لینا اور ہر بالغ شہری سے ایک دینار یا اس کے مساوی معافری (یمن کا کپڑا) لینا۔''

(سنن أبي داوٗد : 1578، سنن النّسائي : 2454، سنن التّرمذي : 623، سنن ابن ماجه : 1803، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۲۶۸)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۸۸۶) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۱۱۰۴) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (۱/۳۹۸) نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے

ان کی موافقت کی ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بحرین بھیجا، تو یہ خط لکھ کر دیا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ زکوٰۃ کا فریضہ ہے، جسے رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مسلمانوں پر فرض کیا ہے، جس مسلمان سے اس میں مذکور نصاب کے مطابق زکوٰۃ کا مطالبہ کیا جائے، تو وہ ادا کرے اور جس سے اس نصاب سے زائد مطالبہ کیا جائے، تو وہ صاف انکار کر دے۔ چوبیس سے کم اونٹوں کی زکوٰۃ بکریوں کی شکل میں ہوگی، یعنی ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری ہوگی، جب اونٹ پچیس ہو جائیں، تو پھر پینتیس تک ان کی زکوٰۃ ایک بنت مخاض (ایک سال کی اونٹنی) ہوگی، اگر بنت مخاض میسر نہ ہو، تو ایک ابن لبون (دو سالہ نر اونٹ) ہے، چھتیس سے پینتالیس تک ایک بنت لبون (دو سالہ اونٹنی) ہے، چھیالیس سے ساٹھ تک حِقّہ (تین سالہ اونٹنی) ہے، جو اونٹ کی جفتی کے قابل ہو، اکسٹھ سے پچھتر تک جذعہ (چار سالہ اونٹنی) ہے، چھہتر سے نوے تک دو بنت لبون ہیں، اکانوے سے ایک سو بیس تک دو حقے ہیں جو اونٹ کی جفتی کے قابل ہوں، جب اونٹ ایک سو بیس سے بڑھ جائیں تو پھر ہر چالیس پر ایک بنت لبون اور ہر پچاس پر ایک حقہ ہے، اگر فریضہ زکوٰۃ (کی ادائیگی) میں اونٹوں کی عمریں مختلف ہوں، مثلاً کسی کے ذمے اونٹوں کی زکوٰۃ میں جذعہ واجب ہے، لیکن اس کے پاس جذعہ نہیں بل کہ حقہ ہے تو اس سے حقہ قبول کر لیا جائے گا اور ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم لیے جائیں گے، اگر کسی کے ذمے حقہ ہے

لیکن اس کے پاس حقہ نہیں بل کہ جذعہ ہے تو وہ جذعہ ہی اس سے قبول کرلیا جائیگا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اپنی طرف سے اسے دو بکریاں یا بیس درہم واپس کرے گا۔ اسی طرح اگر کسی کے ذمہ حقہ ہے اور وہ اس کے پاس نہیں ہے، بل کہ اس کے پاس بنت لبون ہے، تو وہ اس سے قبول کر لی جائے گی نیز وہ دو بکریاں یا بیس درہم بھی ساتھ دے گا، اگر کسی کے ذمے بنت لبون ہے، لیکن اس کے پاس بنت لبون نہیں، بل کہ حقہ ہے، تو وہ حقہ ہی اس سے قبول کرلیا جائے گا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اپنی طرف سے اسے دو بکریاں یا بیس درہم واپس کرے گا۔ اسی طرح اگر کسی کے ذمہ بنت لبون ہے اور وہ اس کے پاس نہیں ہے بل کہ اس کے پاس بنت مخاض ہے تو وہ اس سے قبول کر لی جائے گی نیز وہ دو بکریاں یا بیس درہم بھی ساتھ دے گا، اگر کسی کے ذمے بنت مخاض ہے، لیکن اس کے پاس بنت مخاض نہیں، بل کہ بنت لبون ہے، تو وہ بنت لبون ہی اس سے قبول کرلیا جائے گا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اپنی طرف سے اسے دو بکریاں یا بیس درہم واپس کرے گا۔ اگر کسی کے پاس بنت مخاض نہ ہو، بل کہ ابن لبون (دو سالہ نر اونٹ) ہو تو اس سے صرف یہی قبول کیا جائے گا ساتھ کچھ نہ لیا جائے گا۔ اگر کسی کے پاس صرف چار اونٹ ہیں، تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ اگر اس کا مالک اپنی مرضی سے نفلی صدقہ کرنا چاہتا ہے تو کر سکتا ہے، اگر پانچ اونٹ ہوں، تو ایک بکری واجب ہے۔ بکریوں کی زکوٰۃ یوں ہے کہ چالیس سے لے کر ایک سو بیس چرنے والی بکریوں پر ایک بکری واجب ہے، ایک سو بیس سے بڑھ جائیں، تو دو سو تک دو بکریاں واجب ہیں، دو سو سے

بڑھ جائیں، تو تین سو تک تین بکریاں واجب ہیں، جب تین سو سے بھی بڑھ جائیں تو پھر ہر سو پر ایک بکری واجب ہے، بوڑھی یا عیب دار بکری زکوٰۃ میں قبول نہیں کی جائے گی، نہ ہی بکرا قبول کیا جائے گا، ہاں اگر زکوٰۃ وصول کرنے والے کی مرضی ہو تو ٹھیک ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کے ڈر سے الگ الگ چرنے والی بکریوں کو اکٹھا کیا جائے نہ اکٹھی چرنے والیوں کو الگ الگ کیا جائے اور جو جانور دو آدمیوں کے مشترکہ ہوں تو وہ مساوی طور پر زکوٰۃ کا حصہ نکالیں گے، اگر کسی شخص کی چرنے والی بکریاں چالیس سے ایک بھی کم ہو، تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، اگر مالک دینا چاہے تو اس کی مرضی۔ چاندی میں چالیسواں حصہ واجب ہے، اگر کسی کے پاس ایک سو نوے درہم ہوں، تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، اگر مالک دینا چاہے، تو اس کی مرضی۔''

(صحيح البخاري : 1448، 1450، 1455)

سوال: ارجاء کیا ہے؟

جواب: عمل یعنی سنت کو ایمان نہ ماننا ارجاء ہے۔

سوال: روافض اہل سنت کو صحابہ کی محبت پر ناصبی کہتے ہیں، اس کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت تمام صحابہ سے محبت کرنا ایمان سمجھتے ہیں، ہر صحابی کو اس کا حق دیتے ہیں، اہل بیت سے محبت بھی ایمان سمجھتے ہیں، اس کے باوجود روافض اہل سنت کو ناصبی کہتے ہیں، یہ بے حقیقت بات ہے۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرمایا کرتے تھے:

إِنْ كَانَ نَصْبًا حُبُّ صَحْبِ مُحَمَّدٍ

فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ أَنِّي نَاصِبِي

''اگر اصحاب محمد ﷺ سے محبت کرنا ناصبیت ہے، تو جن وانس گواہ رہیں کہ پھر میں ناصبی ہوں۔''

(مَدارج السّالكين لابن القيم : 87/2)

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَنْ تَعَرَّضَ إِلٰى أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ بِسَبٍّ فَهُوَ شِيعِيٌّ غَالٍ نَبْرَأُ مِنْهُ، وَمَنْ تَعَرَّضَ لِأَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَهُوَ رَافِضِيٌّ خَبِيثٌ حِمَارٌ، نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ .

''جس نے کسی ایک بھی صحابی کو برا بھلا کہا، وہ غالی شیعہ ہے، ہم اس سے اعلان براءت کرتے ہیں اور جو ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کی شان میں گستاخی کرے، وہ خبیث رافضی اور گدھا ہے، ہم اس سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔''

(تاريخ الإسلام : 146/5)

سوال: مردوں پر نوحہ خوانی کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: نوحہ خوانی حرام ہے، خواہ مردہ سامنے ہو یا نہ ہو۔

❀ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت لی کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔''

(صحيح البخاري : 1306؛ صحيح مسلم : 936)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لوگوں میں زمانہ کفر کی دو چیزیں پائی جاتی ہیں، کسی کے نسب میں طعن کرنا اور

میت پرنوحہ کرنا۔''

(صحيح مسلم : 67)

نوحہ یہ ہے کہ محاسن چیخ چیخ کر بیان کئے جائیں۔حادثہ کے وقت ضرورت سے زیادہ چیخ وپکار امور ممنوعہ میں سے ہے،البتہ محاسن گنوائے بغیر میت پر رولیا جائے،تو درست ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کسی مرض میں مبتلا ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف،سیدنا سعد بن ابی وقاص اورسیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ہمراہ ان کی عیادت کے لیے ان کے پاس تشریف لائے، جب آپ اندر گئے،تو انہیں تیمارداروں کے ہجوم میں پایا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا وفات ہوگئی ہے؟ لوگوں نے بتایا: اللہ کے رسول!نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (ان کے مرض کی شدت دیکھ کر)رو پڑے،لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنسو بہاتے دیکھا،تو وہ بھی رونے لگے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:سنیں! اللہ تعالیٰ آنسو اور دل کے غم پر عذاب نہیں دے گا،البتہ!عذاب اس وجہ سے ہوتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی طرف اشارہ کیا(یعنی اگر زبان سے اچھی بات نکلے تو) یہ اس کی رحمت کا باعث بنتی ہے،میت کو اس کے گھر والوں کے نوحہ و ماتم کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ میت پر ماتم کرنے پر ڈنڈے مارتے، پتھر پھینکتے اور رونے والوں کے منہ میں مٹی جھونک دیتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 1304؛ صحيح مسلم : 924)

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ابوسیف لوہار کے ہاں گئے، یہ ابراہیم رضی اللہ عنہ (رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے) کو دودھ پلانے والی دائی کے خاوند تھے، نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کو گود میں لیا، پیار کیا اور سونگھا، پھر کسی دن دوبارہ آئے، دیکھا کہ اس وقت ابراہیم رضی اللہ عنہ دم توڑ رہے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی مبارک آنکھیں آنسوؤں سے نم ہیں، تو سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بول پڑے: اللہ کے رسول! بھلا آپ بھی لوگوں کی طرح رو رہے ہیں، فرمایا: ابن عوف! یہ تو رحمت ہے، پھر رسول اللہ ﷺ دوبارہ پرنم دیدہ ہوئے اور فرمایا: آنکھیں بہہ رہی ہیں، دل غم سے نڈھال ہے، مگر زبان سے وہی کہیں گے، جو ہمارے رب کو پسند ہے، ابراہیم! تیری جدائی غمگین کر گئی۔''

(صحيح البخاري: 1303)

سوال: کیا بلغم ناقض وضو ہے؟

جواب: بلغم سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

سوال: کیا بلغم آنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: بلغم سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال: بھنگ کا کیا حکم ہے؟

جواب: بھنگ حرام ہے، کیونکہ یہ نشہ آور ہے، ہر نشہ آور شے حرام ہے، اس کا کھانا اور خرید وفروخت سب حرام ہے۔

❀ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''چرس کے حرام ہونے میں مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہیں۔''

(مجموع الفتاویٰ: 10/11)

۞ علامہ شامی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) نقل کرتے ہیں:

''قرافی اور ابن تیمیہ نے حشیش کے حرام ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔''

(فتاویٰ شامی: 459/6،قرة عين الأخيار : 15/7)

(سوال): بھنگ پی کر طلاق دی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): چونکہ بھنگ نشہ ہے، اس سے بھنگی کی طلاق کا وہی حکم ہے، جو نشی کی طلاق کا حکم ہے۔ اگر نشہ اس قدر ہو کہ طلاق دینے والے کو معلوم ہی نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، تو ایسی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ اس کے دلائل ملاحظہ ہوں:

۞ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَآاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكَارٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾(النساء : ٤٣)

''ایمان والو! تم نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ، یہاں تک کہ اس بات کو جاننے لگ جاؤ جو تم کہہ رہے ہو۔''

۞ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جَعَلَ سُبْحَانَهٗ قَوْلَ السَّكْرَانِ غَيْرَ مُعْتَبَرٍ، لِأَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ مَا يَقُولُ.

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نشے میں دھت شخص کی بات کو غیر معتبر قرار دیا ہے، کیوں کہ وہ جو کہہ رہا ہوتا ہے، اسے جانتا نہیں ہوتا۔''

(زاد المعاد في هدي خير العباد : 190/5)

۞ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ يَأْتِي السَّكْرَانُ فِي كَلَامِهٖ وَفِعْلِهٖ بِمَا لَا يَأْتِي بِهٖ وَهُوَ صَاحٍ، لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى حَتّٰى تَعْلَمُوا مَا تَقولُونَ، فإِنَّ فِيهَا دَلَالَةً عَلٰى أَنَّ مَنْ عَلِمَ مَا يَقُولُ؛ لَا يَكُونُ سَكْرَانًا .

''نشے میں دھت شخص سے ایسے اقوال وافعال سرزد ہو جاتے ہیں کہ ہوش وحواس میں وہ ایسا نہیں کرسکتا۔اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾(النساء 4 : 43)(یہاں تک کہ تم جاننے لگ جاؤ جو تم کہہ رہے ہو)۔اس فرمانِ باری تعالیٰ میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ جو شخص اپنی بات کو جان رہا ہو، وہ نشے میں نہیں ہوتا۔''(فتح الباري : 390/9)

معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا آیتِ کریمہ نشے میں دی گئی طلاق کے واقع نہ ہونے کی دلیل ہے، کیوں کہ اس وقت آدمی کو اپنے کہے کا کوئی پتا نہیں ہوتا۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''اسلم قبیلہ کا ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔اس نے آ کر بتایا کہ اس سے زنا سرزد ہو گیا ہے۔آپ ﷺ نے اس سے چہرۂ مبارک موڑ لیا۔وہ شخص اس طرف آ گیا جدھر آپ ﷺ نے چہرۂ مبارک کیا تھا اور چار دفعہ قسم اٹھائی۔آپ ﷺ نے اسے بلا کر پوچھا: کیا تمہیں جنون تو لاحق نہیں؟''

(صحيح البخاري : 5270، صحيح مسلم :1691)

❁ امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث پر ان الفاظ سے باب قائم فرماتے ہیں:

بَابُ الطَّلَاقِ فِي الْإِغْلَاقِ وَالْكُرْهِ، وَالسَّكْرَانِ وَالْمَجْنُونِ

وَأَمْرِهِمَا، وَالْغَلَطِ وَالنِّسْيَانِ فِي الطَّلَاقِ والشِّرْكِ وَغَيْرِهِ.
''زبردستی اور مجبور کر کے لی گئی طلاق، نشے میں دھت اور مجنون کی طلاق، نیز طلاق اور شرک وغیرہ میں غلطی اور بھول چوک کا بیان۔''

❀ اس کی شرح میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''امام بخاری رحمہ اللہ کی اس تبویب میں بہت سے احکام موجود ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ شریعت کا حکم اس شخص پر لاگو ہوتا ہے، جو ذی شعور ہو، اپنے اختیار اور مرضی سے کام کر رہا ہو، نیز وہ ہوش وحواس میں ہو۔ (نیت والی) حدیثِ نبوی سے استدلال بھی ان چیزوں کا اثبات کرتا ہے، کیوں کہ جو ذی شعور نہ ہو اور اپنی مرضی واختیار سے کچھ کر رہا ہو، اس کے قول وفعل میں اس کی نیت شامل نہیں ہوتی۔ یہی حکم غلطی سے، بھول چوک کر یا مجبور ہو کر کسی کام کو کرنے والے کا ہے۔''

(فتح الباري: 389/9)

اگر مجنون اپنے بارے میں زنا کرنے کا اعتراف کرے تو اس پر حد بھی لاگو نہیں ہوگی، لہٰذا ایسے شخص کی دی گئی طلاق بالاولی واقع نہیں ہوگی۔

❀ سیدنا ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول! مجھے پاک کر دیجیے۔ انہوں نے چار بار یہی بات دوہرائی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: میں تمہیں کس چیز سے پاک کروں؟ انہوں نے عرض کیا: زنا سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا اسے پاگل پن تو لاحق نہیں؟ صحابہ کرام نے بتایا کہ وہ پاگل نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا اس نے شراب پی

رکھی ہے؟ ایک شخص کھڑا ہوا اور ان کا منہ سونگھا، لیکن شراب کی بُو محسوس نہیں کی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا تم نے زنا کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں رجم کرنے کا حکم فرمایا۔ چناں چہ انہیں رجم کر دیا گیا۔''

(صحیح مسلم : 1695)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

بَيِّنٌ فِي هٰذَا أَنَّهٗ قَصَدَ إِسْقَاطَ إِقْرَارِهٖ بِالسُّكْرِ، كَمَا قَصَدَ إِسْقَاطَ إِقْرَارِهٖ بِالْجُنُونِ، فَدَلَّ أَنْ لَّا حُكْمَ لِقَوْلِهٖ .

''اس حدیث میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ آپ ﷺ نے جس طرح جنون میں کیے گئے اقرار کو کالعدم قرار دینے کا ارادہ فرمایا، اسی طرح نشے میں کیے گئے اقرار کو بھی کالعدم کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نشے کی حالت میں کہی گئی بات پر شرعی حکم لاگو نہیں ہوگا۔'' (السنن الکبریٰ : 359/9)

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ (۳۸۸ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ حُجَّةٌ لِّمَنْ لَّمْ يَرَ طَلَاقَ السَّكْرَانِ طَلَاقًا .

''اس حدیث میں ان لوگوں کی دلیل موجود ہے، جو نشے میں دھت شخص کی طلاق کو معتبر نہیں سمجھتے۔'' (معالم السنن : 321/3)

❁ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

أَجْمَعُوا أَنَّهٗ لَوْ سَكِرَ مِنَ الْبَنْجِ ...... وَنَحْوِهٖ لَا يَقَعُ طَلَاقُهٗ .

''(حنفی فقہا) کا اجماع ہے کہ اگر بھنگ یا کسی چیز سے نشہ طاری ہو جائے، تو اس حالت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔''

(فتاویٰ عالمگیری:1/353)

(سوال): اُلو کے متعلق کیا حکم ہے؟

(جواب): اُلو حرام ہے، اہل علم نے اسے شکاری پرندوں میں ذکر کیا ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی (نوکیلے دانت) والے درندے اور ہر پنجے (سے شکار کرنے) والے پرندے سے منع کیا ہے۔''

(صحيح مسلم : 1934)

(سوال): کیا اُلو سے بدشگونی لینا جائز ہے؟

(جواب): زمانۂ جاہلیت میں جن پرندوں کو شگون کے لیے استعمال کیا جاتا تھا، ان میں اُلو کا بھی ذکر کیا جاتا ہے، اسلام نے ان بدشگونیوں کا رد کیا۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ .

''بیماری (بذات خود) متعدی نہیں، نہ ہی بدشگونی ہے، نہ اُلو سے بدشگونی لینا جائز ہے، نیز صفر کے مہینے میں نحوست نہیں۔''

(صحيح البخاري : 5757، صحيح مسلم : 2220)